مولانا ابوالحسن علی ندوی
''صحبتے با اہلِ دل'' کے آئینہ میں

پروفیسرڈاکٹرنورالدین جامی☆

سیدابوالحسن علی ندوی بیسویں صدی کی ان ممتاز شخصیات میں سے ایک عالم دین، مفکر، داعی، ادیب، مربی، دانشور، خطیب، منفرد مؤرخ اور سیرت نگار ہیں جسے تاریخ اسلام کبھی فراموش نہیں کرسکتی، جن کی علمی و دینی کوششوں نے پوری امت مسلمہ کو مستفید کیا اور آنے والی نسلیں ان سے مستفید و مستنیر ہوتی رہیں گی۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی (جو علی میاں کے نام سے متعارف ہیں) کا اصل میدان دعوت وارشاد ہے۔ انہوں نے اپنی پوری توجہ انسان سازی پر مبذول کی۔ امت محمدیہ کی تعمیر وترقی آپ کا نصب العین تھا۔ انہوں نے افراد کی زندگیوں کے بدلنے کے لیے روح کی بیداری پر توجہ دی۔ عملی طور پر یہ بات مشاہدہ میں آتی ہے اگر کسی شخصیت میں ایک پہلو غالب ہوتا ہے تو دوسرا مغلوب ہوتا ہے مگر علی میاں کی شخصیت کا ایک طرہ امتیاز یہ ہے کہ وہ ہمہ گیر ہیں ان کے ہاں تزکیہ نفس اور جہاد لازم وملزوم ہیں۔ آپ کو ہمہ جہت شخصیت بنانے میں جہاں اور محرکات ہیں وہاں ایک محرک اہل اللہ اور اہل دل کی صحبتوں سے مستفید ہونا بھی ہے۔ علی میاں کی شخصیت سازی میں اہل دل کی صحبتوں کا بہت گہرا اثر ہے۔ آپ علامہ اقبال، علامہ شبلی نعمانی، مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا محمد الیاس، مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادی اور مولانا شاہ محمد یعقوب مجددی بھوپالی جیسے بزرگان دین اور اہل اللہ سے بہت متاثر ہوئے، چنانچہ اس حقیقت کا اظہار علی میاں نے خود فرمایا ہے:

''اور دوسری چیز جس نے حضرات اہل اللہ کی محبت وعقیدت پیدا کی اور دین کا ایک خاص مزہ معلوم ہوا، جس کو الفاظ میں ادا کرنا مشکل ہے، حضرت مولانا محمد علی بانی ندوۃ العلماء کا

☆ ،چیئرمین،شعبہ علوم اسلامیہ،بہاؤالدین زکریایونیورسٹی، ملتان

چھوٹا سا رسالہ ''ارشادِ رحمانی'' ہے جس میں شیخِ وقت مولانا فضل رحمٰن صاحب گنج مرادآبادی کے کچھ حالات، حکایات و ملفوظات اور سلوک و طریقت کے کچھ نکات ہیں۔ حضرت مولانا گنج مرادآبادی میرے والد مرحوم کے شیخ تھے اور بچپن سے گھر میں آپ کا ذکرِ خیر سنا تھا۔ اس روحانی تعلق اور ذہنی ربط سے کتاب ذوق و شوق سے پڑھی، محبت کے اشعار اور عاشقانہ کلمات دل میں چبھ گئے، اور تیر و نشتر کی طرح دل میں اتر گئے۔ اس سے کچھ پیشتر یا بعد والد مرحوم کا ایک مختصر سا رسالہ یا مقالہ جو ''استفادہ'' کے نام سے شائع ہوا تھا، بار بار پڑھا تھا، اس میں انہوں نے اپنے گنج مرادآباد کی حاضری کے حالات اور وہاں کے مشاہدات اور مولانا کے الطاف و عنایات کے واقعات قلم بند کیے تھے، اس نے مولانا کی محبت و عقیدت اور اہل اللہ سے ملاقات اور استفادے کے شوق میں اور اضافہ کیا''(۱)

اگر یہ کہا جائے کہ آپ کی متصوفانہ خدمات نسبتاً سب پر بھاری ہیں تو بے جا نہ ہوگا۔ حضرت مولانا علی میاں کی اکثر و بیشتر کتب اس پر شاہد عادل ہیں کہ ان کی اکثر تقاریر و مواعظ کا تعلق اصلاحِ نفس ہی سے ہے۔

مولانا علی میاں اہلِ دل بزرگوں سے متاثر ہیں، جن کا ذکرِ خیر انہوں نے تاریخ دعوت و عزیمت میں تفصیلی طور پر کیا ہے۔ علی میاں اس حقیقت سے شناسا ہیں کہ جب بھی امتِ محمدیہ پر مشکل وقت پڑا اور مسلمان روبہ تنزل ہوئے ان اہل اللہ نے ہی مسلمانوں کو قنوطیت سے نکال کر رجائیت کے راستہ پر گامزن کیا اور آپ کے ہاں شریعت اور طریقت کوئی متضاد چیزیں نہیں ہیں۔ (۲)

آپ کی اس کتاب (دعوت و عزیمت) میں تذکرہ شیوخ اور صوفیا کا رنگ غالب ہے۔ اس طرح پرانے چراغ بھی ان اہلِ دل ہستیوں پر مشتمل ہے جن سے علی میاں اپنی وابستگی کو ظاہر کرتے ہیں۔ چنانچہ پرانے چراغ کے دیباچہ میں علی میاں نے ان الفاظ میں اظہارِ خیال فرمایا ہے:

''الہ دین کا چراغ'' کے مشہور قصہ میں پڑھا تھا کہ افریقی جادوگر نے جب الہ دین کا چراغ گم کر دیا اور اس کی بازیافت میں نکلا تو وہ اپنے ساتھ بہت سے نئے چراغ لے کر چین پہنچا

، وہ دروازہ دروازہ صدا لگا تا تھا کہ ''پرانے چراغ دو اور نئے چراغ لو'' قصہ کا راوی کہتا ہے کہ جب اس گھر کے دروازہ پر پہنچا جہاں اس کا گوہر مراد چراغ موجود تھا تو صاحب خانہ نے اپنی سادگی میں چراغ دے کر نیا چراغ لے لیا اور اس کی متاع گمشدہ ہاتھ آ گئی، مصنف بھی اسی سوداگر کا بھیس بدل کر نئے چراغ بیچتا اور پرانے چراغ خریدتا ہے اور اس بات پر یقین کرتا ہے کہ وہ اس سودے میں ہرگز نقصان میں نہیں رہے گا۔ (۳)

اس لیے اس کتاب کا نام ''پرانے چراغ'' رکھا گیا۔

مولانا ابوالحسن علی ندوی کی ''صحبتے با اہل دل کے تناظر میں'' بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جس میں انہوں نے بھوپال کے ایک بہت بڑے بزرگ حضرت شاہ محمد یعقوب صاحب مجددی کے وہ ارشادات وملفوظات جن میں عصر حاضر کے ذوق اور مزاج کے مطابق زندگیوں کی اصلاح کا پیغام، ایمان ویقین اور کیفیت احسانی پیدا کرنے کا وافر سامان اور حکایات وتمثیلات کے پیرائے میں تصوف اسلامی کا عطر اور سلوک ومعرفت کا لب لباب آ گیا ہے

''صحبتے با اہل دل'' کا پیش لفظ مولانا محمد منظور نعمانی مدیر الفرقان نے لکھا ہے، اپنے اس پیش لفظ میں وہ اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں کہ یہ اللہ تعالی کا خاص احسان ہے کہ اللہ کے نیک بندوں سے خاص عنایت وشفقت اور ان سے محبت ہمارے حصہ میں آئی.

ان ہی اہل دل میں سے شاہ محمد یعقوب صاحب کی ذات گرامی بھی ہے جو پیر ابواحمد مجددی کے صاحبزادہ اور جانشین ہیں مولانا علی میاں کا ان سے کافی تعلق رہا ہے، چنانچہ ان کے دل میں حضرت کے ملفوظات کو لکھنے کا شوق پیدا ہوا، چنانچہ انہوں نے حضرت کے ملفوظات کو اکٹھا کرنا شروع کیا، مجھے ان ملفوظات کی کاپی دکھائی۔ میں نے کہا کہ ان ملفوظات کو عوام الناس کی فلاح کے لیے شائع ہو جانا چاہئے، علی میاں نے مجھ سے اتفاق کیا چنانچہ میں نے حضرت کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا:

''حضرت کے جد بزرگوار شاہ رؤف احمد مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ حضرت شاہ غلام علیؒ کے فارسی ملفوظات کا جو مجموعہ ''دار المعارف'' مرتب فرمایا تھا، اس کا تلخیصی ترجمہ اب سے چند سال پہلے ''الفرقان'' میں شائع ہوا تھا۔ مجھے معلوم ہے کہ اس سے اللہ کے بہت سے

بندوں کو دینی نفع پہنچا، کتنے ہی دلوں میں تعلق باللہ کی طلب پیدا ہوئی۔ خود میرا یہ حال ہے کہ میں نے اس کے اوراق کو پرچوں سے علیحدہ کر کے اپنے پاس رکھا ہوا ہے، جب کسی وجہ سے دل زیادہ پراگندہ اور مکدر ہوتا ہے تو اس کے مطالعہ سے اپنا علاج کر لیتا ہوں۔ اس ذاتی تجربہ کا ذکر کرنے کے بعد میں نے لکھا کہ: مولانا علی میاں نے بھوپال کی اس دفعہ کی حاضری میں حضرت کے کچھ ملفوظات قلمبند کیے ہیں۔ میں نے بھی ان کا مطالعہ کیا، الحمد اللہ مجھے بڑا نفع ہوا اور یقین کے ساتھ امید ہے کہ اگر ان کو شائع کر دیا جائے تو اللہ کے بہت سے نیک بندوں کو بڑا دینی نفع پہنچے گا، اس لیے الفرقان میں ان کی اشاعت کی اجازت فرحمت فرمادی جائے۔ مجھے اندازہ ہے کہ ''الفرقان'' کے پڑھنے والوں میں الحمدللہ اچھی خاصی تعداد ایسے بندگان خدا کی ہے جو اس طرح کی چیزیں قدر سے پڑھتے اور فائدہ اٹھاتے ہیں'' (۴)

اس خط کے جواب میں شاہ صاحب نے اس کی اشاعت کی اجازت مرحمت فرمائی، چنانچہ یہ ملفوظات الفرقان میں قسط وار شائع ہوئے پھر علی میاں نے اس پر نظر ثانی فرمائی۔ ۱۳۸۹ھ میں علی میاں کا بھوپال میں آنا ہوا یہاں انہوں نے روزانہ کی مجلس کے ملفوظات کو بڑے اہتمام کے ساتھ قلمبند فرمایا۔ جسے بعد میں کتابی شکل میں شائع کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ ان ملفوظات کے بارے میں علی میاںؒ میری علمی ومطالعاتی زندگی میں رقمطراز ہیں.

''بزرگوں کی مجالس وملفوظات کے سلسلہ میں تاریخی ترتیب کا لحاظ کیے اور یہ کہے بغیر آگے نہیں بڑھا جاسکتا کہ عرصہ کے بعد جب مولانا شاہ محمد یعقوب صاحب مجددی بھوپالی کی مجالس میں حاضری کا شرف حاصل ہوا اور ان کے التفات اور ان کی عنایات سے سرفراز ہوا تو ان کی زبان سے دینی حقائق ونکات، اور سلوک وتصوف کی نادر تحقیقات سن کر عالم حیرت میں پڑ گیا۔ اللہ تعالی نے ان کے ملفوظات ومجالس کے قلم بند کرنے کی توفیق بھی عطا فرمائی. اپنے علم وفہم کے مطابق یہ کہنے میں ذرا مبالغہ معلوم نہیں ہوتا کہ عرصۂ دراز سے تزکیہ واحسان اور دینی حقائق کے سلسلہ میں ایسے بیش قیمت ملفوظات اور ایسے گہرے علوم ومضامین سننے میں نہیں آئے.

''صحبتے با اہل دل'' پر مولانا علی میاں نے پچاس صفحات کا مقدمہ بھی لکھا ہے جس میں بڑے احسن طریق پر حضرت شاہ محمد یعقوب مجددی بھوپالی کی سوانح حیات اور ان کے مشائخ کا

تعارف کروایا گیا ہے۔ جب کہ دوسرا حصہ حضرت شاہ محمد یعقوب صاحب نقشبندی کے ملفوظات پر مبنی ہے.

''صحبتے با اہل دل'' کا یہ حصہ اٹھائیس مجالس کے ملفوظات پر مبنی ہے ان مجالس میں پیش کردہ ملفوظات میں جس چیز کو واضح کیا گیا ہے وہ تصوف کا واضح تصور ہے.

آپ کی نظر سے زندگی کا کوئی گوشہ اور اسلامی معاشرہ کا کوئی طبقہ مخفی نہ رہا اور آپ کی زندگی پر نظر اتنی گہری اور وسیع ہوگئی جو نہ صرف طبقہ علما اور مشائخ میں نادرالوجود، بلکہ دنیاداروں میں بھی خال خال نظر آتا ہے آپ کے ملفوظات میں جو حقیقت پسندی توازن واعتدال اور بالغ نظری دیکھنے میں آتی ہے آپ کے ان ملفوظات سے آپ کی وسعت نظری واضح نظر آتی ہے، چنانچہ علی میاں اس حوالے سے رقمطراز ہیں:

''اسی کے ساتھ مختلف سلسلوں کے مشائخ سے بکثرت ملنے اور ان کی خوبیوں، ان کے خلوص، دردمندی، طلب صادق اور تعلق مع اللہ کو قریب سے دیکھنے کی وجہ سے ایک ہی طریق کی عصبیت اور ایک ہی سلسلہ اور خانوادہ کو تمام سلاسل و خانوادوں پر ترجیح دینے کی عادت سے جو اہل سلاسل میں عام ہے، آپ بالکلیہ آزاد ہو گئے۔ سب کی خوبیوں کا اعتراف کرنا اور سب کو مقبول و نافع ماننا اور سب کو ایک منزل کے مسافر گردانتا طبیعت ثانیہ بن گئی، طبعی مذاق اور موہبت خداوندی سے قرآن مجید کا ذوق ہر ذوق پر غالب آ کر رہا اور اس کی تلاوت وتدبر کا انہماک اتنا بڑھا کہ خانقاہ خانقاہ سے زیادہ مدرسہ معلوم ہونے لگی اور اس کی دعوت وترغیب ہر تذکیر وتعلیم پر غالب نظر آنے لگی''۔(۵)

شاہ صاحب کے ملفوظات کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ بڑے بڑے حقائق کو روزمرہ کی مثالوں یا چھوٹی چھوٹی حکایتوں کے پیرائے میں بیان کرتے ہیں۔ ان ملفوظات میں عارف رومی حضرت مولانا جلال الدین رومی سے خاصا متاثر نظر آتے ہیں۔ آپ نے اکثر شیخ سعدیؒ کی گلستان اور بوستان سے استفادہ کیا ہے اور وہ ان دو کتابوں کو اپنی عظیم محسن کتابیں شمار کرتے ہیں۔

اپنے ان ملفوظات میں شاہ صاحب نے تصوف کی حقیقت کو واضح کیا ہے۔ ایسا تصوف

جو قرآن وسنت کے منافی ہو وہ اسے تصوف ہی شمار نہیں کرتے۔ پہلی مجلس میں علی میاں نے ایک عنوان قائم کیا ہے کہ قرآن مشیخت کو توڑتا ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

''جوانی میں جب میں حیدرآباد میں تھا تو مشائخ کے یہاں تصوف کی کتابیں پڑھی جاتی تھیں، خاص طور پر فتوحاتِ مکیہ اور فصوص الحکم کا بڑا اور دور رہتا تھا، اور مثنوی مولانا روم کا تو دن رات ورد تھا۔ وحدۃ الوجود کے نکتے بیان ہوتے تھے اور توحیدِ وجودی کے بارے میں موشگافیاں ہوتی تھیں، لیکن میری آنکھیں قرآن کی تفسیر اور حدیث کا درس ڈھونڈتی تھیں، اور کان ان کے سننے کے لئے بے تاب تھے۔ جی چاہتا تھا کہ کم سے کم ایک ہی آیت کی تفسیر اور ایک ہی حدیث کی تفسیر ہوتی، لیکن ان مجالس میں ان کا کوئی ذکر نہ تھا، ذوق وشوق، وجد وحال، نعرہ وآہ کی کمی نہ تھی، مگر قرآن وحدیث کا سیدھا سادہ بیان مفقود تھا، وجہ یہ ہے قرآن پیری ومشیخت کو توڑتا ہے اور سب کو بندگی اور انسانیت کی سطح پر اتارتا ہے اور سارے استثناءات وامتیازات کو ختم کر دیتا ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ عرب کا بدو مجلس نبوی ﷺ میں آتا ہے تو کسی قسم کے امتیازات ومشیخت کا نشان نہ ہونے کی وجہ سے اس کو پوچھنا پڑتا ہے کہ آپ میں سے خدا کا رسول کون ہے''؟(۶)

شاہ صاحب شریعت کو طریقت پر ترجیح دیتے ہیں۔ اپنے ان ملفوظات میں شاہ صاحب مختلف جگہوں پر اہل دل کی صحبت کے حیرت انگیز واقعات کو بیان کرتے ہیں کہ کیسے کیسے باکمال اور صاحب فیض لوگ گزرے ہیں کہ ان کی نظرِ کیمیا نے دلوں کی کایا پلٹ دی، چنانچہ اس ضمن میں حضرت سید نصیر الدین چراغ دہلوی کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ ایک جگہ جنگل میں خیمہ ڈالے ہوئے تھے، جنگل میں ایک بھنگ پینے والے فقیر نے اپنے چیلے سے کہا کہ بھنگ لا اس نے کہا کہ بھنگ تو اس وقت کٹیا میں موجود نہیں، کہا یہ تو میرے پینے کا وقت ہے میں کیا پیوں گا، جا کہیں سے ڈھونڈ کر لا وہ ڈھونڈنے نکلا۔ اس نے دیکھا کہ ایک چراغ جل رہا ہے حضرت چراغ دہلوی رونق افروز تھے، اس نے پکار کر کہا کہ یہاں بھنگ ملے گی، جواب میں ارشاد ہوا کہ یہاں بھنگ نہیں ولایت ملتی ہے۔ اس نے کہا دے دو، فرمایا کہ جا وضو کر کے دو رکعت پڑھ، وہ نماز پڑھ کر آیا تو اہل دل نے نظر ڈالی وہ مست ہوگیا جب اپنے گرو کے پاس پہنچا تو اس نے دیکھتے ہی کہا کہ میں نے کہا تھا

کہ لے کر آنا تو پی کر آیا اچھا چل مجھ کو بھی پلوا دہ گیا اور اس پر بھی وہی رنگ چڑھ گیا۔

اس طرح کے واقعات شاہ صاحب کے ملفوظات میں پائے جاتے ہیں، جن سے واضح ہوتا ہے کہ اہل اللہ کتنے اہل نظر تھے جو ایک ہی نظر میں کایا پلٹ دیتے تھے۔

اپنے ملفوظات میں وہ معاشرتی زندگی اور معاشرہ کے افراد کے حقوق کو ادا کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ چنانچہ اپنے ان ملفوظات میں دین اسلام کی ضرورت صداقت وحقانیت معاشرت کی اصلاح، معاملات کی درستی، ظاہر و باطن کی درستی، نفاق سے اجتناب، اخلاص وانابت کی اہمیت، اپنا محاسبہ اور دوسرے کے ساتھ رعایت، صحابہ کرام کی عظمت وعقیدت سابق اولیاء کرام اور اہل اللہ کے واقعات کو سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے اور اس جیسے اور مباحث ہیں جو روزمرہ آپ کی گفتگو میں استعمال ہوتے رہتے تھے۔

☆.......................☆

حوالہ جات

۱۔ ماہانہ الحق (اکوڑہ خٹک).

۲۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی، تزکیہ واحسان یا تصوف وسلوک، مجلس نشریات اسلام ص: ۲۴۱

۳۔ ابوالحسن علی ندوی، پرانے چراغ مجلس نشریات اسلام کراچی، ص: ۱۵

۴۔ ابوالحسن علی ندوی، پرانے چراغ مجلس نشریات اسلام کراچی، ص: ۱۵

۵۔ ابوالحسن علی ندوی، پرانے چراغ مجلس نشریات اسلام کراچی، ص: ۵۲

۶۔ ابوالحسن علی ندوی، پرانے چراغ مجلس نشریات اسلام کراچی، ص: ۶۰